AFKĀR *Research Journal of Islamic Studies*
Volume 3, Issue 2, December 2019, PP: 63-76
E-ISSN2616-8588;P-ISSN2616-9223
www.afkar.com.pk; www.iri.aiou.edu.pk

Scan for download

اسلامی تہذیب وفکر—مالک بن نبی کی فکر کا مطالعہ (1905ء-1973ء)

Islamic Civilization and Thought: An Insight into the Ideas of Malek Bennabi (1973-1905)

Dr. Humaira Ahmad
Assistant Professor
Department of Islamic Thought and Civilization, UMT, Lahore
Email: humaira.ahmad@umt.edu.pk

Arsalan Mahmood
M.Phil Scholar
Department of Islamic Thought and Civilization, UMT, Lahore

Syed Fawad Munir
M.Phil Scholar
Department of Islamic Thought and Civilization, UMT, Lahore

ABSTRACT

Civilizational Studies had been an important trend in Social Sciences during the past two centuries. Historians, sociologists, anthropologists and philosophers had dedicated their researches to investigate the origin, dynamics and reasons of rise and decline of world civilizations. Muslim intellectuals had also rehearsed to study the present and future of Muslim civilization in new world order where most of the Muslim countries were colonized by foreign powers and later achieved independence. Among many others, Algerian Malek Bennabi is one such prominent name, who is unfortunately not well read in this part of the world. Malek Bennabi with the academic background of engineering, and natural sciences had coined his terminology for the study of civilization. Among his most important ideas on civilizations his equation of civilization comprising of man, soil and time, integrated men, colonizability, world of ideas are key features. In his equation of civilization, religion acts as catalyst thereby affecting the civilization in a very positive way. This article surveys the ideas and thoughts of Malek Bennabi on Islamic Civilization and its relevance in the contemporary Muslim world.

Keywords: *Islamic Civilization, Malek Bennabi, Integrated Men, Colonizability, Religion.*

تہذیب کے لغوی معنی "شہری بنانا یا بنانا" اور اصطلاحی طور پر اس سے مراد "کسی ایک نظریہ حیات کو زندگی کے تمام شعبوں اور گوشوں میں موثر بنانا" کے ہیں ۔ یہ ایک ایسی جامع اصطلاح ہے جو کسی سماج میں موجود متنوع مظاہر اور جملہ شعبہ ہائے زندگی کا احاطہ کرتی ہے۔ مطالعہ تہذیب میں نہ تو محض افراد اور ان کی عادات واطوار کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے اور نہ ہی محض سماج میں موجود اداروں اور رسومات کو۔ بلکہ اس میں سماج کو ایک ایسی وحدت کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو ایسی تمام اکائیوں کو اپنے اندر شامل کیے ہوئے ہوتا ہے۔ اپنی وسعت میں یہ شعبہ بہت سے ذیلی شعبوں کو جن کا تعلق انسان اور اس کے سماج سے ہو سکتا ہے، اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلی صدی میں تہذیبی مطالعہ نے بحیثیت ایک علمی شعبے کے خاصی ترقی کی۔ بیسویں صدی کو تہذیبوں کے مطالعے کا دور بھی کہا جاتا ہے۔ مختلف علوم خاص طور پر سماجی علوم کے ماہرین نے اس شعبے کی وسعت کی وجہ سے اس میں گہری دلچسپی لی۔ ماہرین عمرانیات کی تہذیبوں کے مطالعے میں گہری دلچسپی اس بات سے عیاں ہو جاتی ہے کہ تقریبا ہر شعبہ (ڈسپلن) کے ماہرین نے اپنے مضمون کے دائرہ کار کے اعتبار سے دنیا کی مختلف تہذیبوں کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہوئے ان کے عروج وزوال کی داستان سنائی ہے اور ان کے پیچھے کارفرما محرکات کا تخمینہ لگایا ہے ان میں مورخین، فلاسفہ، ماہرین بشریات، سوشیالوجی اور دینیات کے ماہرین شامل ہیں۔ ان نمائندہ تہذیب دانوں کی فہرست میں ابن خلدون (1332-1406)[1] ، سپنگلر(1880-1936)[2] ، ویبر(1864-1920) ،[3] دورخیم(1858-1917) ، [4]ٹائن بی (1889-1985) ،[5] سوروکین(1889-1968) ،[6] کروبیر(1876-1960) ،[7] براڈل(1902-1985) ، [8]فرانسس فوکویاما[9]ہنٹنگٹن(1996) [10] فلپ.بیگبی[11]وغیرھم شامل ہیں۔

عالمی حوالے سے مسلم دنیا میں بھی بہت سے دانشوروں اور ماہرین نے سماج کو تہذیبی نقطہ نظر سے سمجھنے کی کوششیں کیں۔ ایسے بہت سے نام لیے جا سکتے ہیں جنھوں نے اس موضوع پر یا اس کے کسی اہم گوشے پر قلم اٹھایا۔ برصغیر میں سر سید احمد خان (1817-1898) نے اس حوالے سے بہت کچھ اپنے مقالات میں لکھا۔ اسلامی تہذیب اور تاریخ میں اس کے نمایاں کردار کے حوالے سے شبلی نعمانی نے قلم اٹھایا۔ اسی طرح علامہ ڈاکٹر محمد اقبال(1876-1938) نے اپنی نظم میں بھی اور نثر میں بھی اس حوالے سے کلام کیا ہے۔ خطبات میں اقبال(Reconstruction of Religious Thought in Islam, 1933) [12]نے اسلامی تہذیب کی بنیادیں، اس میں اسلامی اور غیر اسلامی تصورات کی بحث اور اس جیسے دیگر موضوعات پر نہایت علمی انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ بعد کے مفکرین میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن [13](1919-1988) (Islamic Methodology in History)ایک نمایاں دانشور ہیں جنھوں نے اس شعبہ میں گراں قدر کام کیا۔ روایتی علما میں سید ابوالحسن علی ندوی (1914-1999)[14] نے بھی ان موضوعات پر لکھا۔ عالمی حوالے سے معروف لوگوں میں محمد اسد(1900-1992)[15] نے بھی گراں قدر کام کیا۔ ان مفکرین میں ایک نمایاں نام مالک بن نبی کا ہے جو ایک الجیرین مسلم دانشور اور مفکر ہیں۔ بن نبی ان باکمال مگر کسی قدر فراموش کردہ اہل علم کی فہرست میں شامل ہیں جن کی سوچ عام لوگوں تک زیادہ نہیں پہنچی، کہ اہلِ علم طبقہ نے ایک عرصے تک، ان کے افکار و نظریات کو درس وتدریس میں جگہ نہیں دی، اور نہ ہی ان کے افکار و نظریات سنجیدہ تحقیق کا موضوع بن سکے۔ خاص طور پر برصغیر میں ان کی سوچ سے واقفیت بالکل ہی کمیاب ہے۔ زیر تحریر آرٹیکل تہذیب خصوصا اسلامی تہذیب سے متعلق ان کے افکار کو جاننے کی سعی ہے تا کہ علوم اسلامیہ کے تحقیق کاروں اور اردو قارئین کو ان کی فکر

سے ایک عمومی تعارف حاصل ہو سکے۔

احوال زندگی

"مالک بن الحاج عمر بن خضر بن مصطفی بن نبی"، جدامجد کی طرف نسبت کر کے "مالک بن نبی" کے نام سے مشہور ہیں۔ بن نبی ایک مصنف ہونے کے ساتھ ایک فلسفی بھی تھے، ان کا موضوعِ بحث "انسانی تہذیب" ہے، خاص کر اسلامی تہذیب۔ انہوں نے مسلمانوں کے زوال کے اسباب کو اپنی تحریروں کا موضوع بنایا تھا۔ آپ 1905ء میں "الجزائر" کے شہر "قسطنطنیہ" (Constantine) شہر میں پیدا ہوئے اور ایک غریب اور قدامت پسند مسلم خاندان میں پلے بڑھے، تین بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔ آپ کے دادا فرانسیسی قبضے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے وہاں سے لیبیا کے شہر طرابلس ہجرت کر گئے تھے اور جاتے ہوئے خاندان کی جائیداد وغیرہ بھی ساتھ لے گئے تھے۔ بن نبی اپنے چچا کی موت کے بعد اپنے خاندان کے ساتھ واپس اگئے۔ آپ کی دادی آپ کو کہانیاں سناتی تھی جنہوں نے ان کو بہت متاثر کیا اور یہی ان کی فکری تربیت کی پہلی درسگاہ ثابت ہوئی۔ چونکہ الجزائر پر فرانس کا قبضہ تھا اس لیے فرانسیسی کالونیائزیشن (Colonization) کے تحت، غربت اور غلامی کی سی زندگی گزارنا پڑی۔ جنگ عظیم اول (ww1) کے دوران وہ اپنے بڑے چچا اور دادا کے ساتھ قسطنطنیہ منتقل ہو گئے، جبکہ ان کے دادا حال ہی میں طرابلس سے لوٹے تھے جہاں اٹلی نے قبضہ کر لیا تھا، اس تمام صورتحال نے بن نبی پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ابتدائی تعلیم قسطنطنیہ کے ایک اسکول سے حاصل کی جس میں عربی اور فرانسیسی زبانوں کے ذریعہ سے تعلیم دی جاتی تھی چنانچہ آپ نے فرانسیسی اور عربی زبان میں مہارت حاصل کر لی۔ اسی دوران اسکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ نماز عشاء کے بعد امام مسجد سے نمازوں کے متعلق سبق پڑھتے اور عربی کہانیاں پڑھتے تھے۔ 1921 کے عرصے میں مولود بن موہب کی شاگردی اختیار کی اور فرانسیسی ادب کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کیا۔ محمد بن عبدالوہاب کے علاوہ محمد بن سعید سے اسلامی معاشرے کے نظریات کو سمجھا اور شیخ عبدالحامد کے طالب علموں سے ملاقاتیں کی جو اسلام کے دفاع کے مشن پر گامزن تھے۔[16]

گریجوایشن کے بعد 1925 میں فرانس چلے گئے اور ملازمت شروع کی۔ کئی ملازمتیں کیں، آخر میں سخت اور نامناسب کام کی وجہ سے ملازمت سے دلبرداشتہ ہو گئے اور واپس اگئے۔ 1930 میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے دوبارہ فرانس گئے، تمام تر کوششوں کے باوجود سوشل سائنسز کے شعبے میں داخلہ نہیں مل سکا، مجبوراً انجینئرنگ انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لیا اور انجینئرنگ مکمل کی۔ 1938 میں الجزائر میں کارکنوں کے لئے استاد کے طور پر کام کیا اور ان کے آداب و تعلیم میں نکھار پیدا کر دیا۔ 1939 میں پیرس واپس چلے گئے اور فیصلہ کیا کہ جب تک آزادی حاصل نہ ہو وطن واپس نہیں جاؤں گا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد ان کے لیکچرز اور افکار کا ریکارڈ 1946، 1947 اور 1954 میں شائع ہوا، ان کے (خیالات) نظریات وافکار پر ان کے ہم وطنوں کی جانب سے بہت زیادہ تنقید کی گئی۔ 1948 میں الجزائر واپس گئے اور اپنے نظریہ تہذیب کی وضاحت کرنے کے لئے عربی اور فرانسیسی زبانوں میں لیکچرز دیئے۔ 1956 میں مصر منتقل کیے گیے، اور قاہرہ میں سکونت پذیر ہو گئے جہاں انہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ تاریخ، فلسفہ اور عمرانیات (Sociology) کے مطالعہ میں صرف کیا۔ 1962 میں الجزائر نے آزادی حاصل کی تو وطن واپس آئے۔ 1965 میں اعلیٰ تعلیم کے ڈائریکٹر مقرر کیے گئے۔ لیکن دو سال بعد اس عہدے سے ہاتھ دھونے پڑے۔ 1971 میں حکام نے حج کی طرف سفر کرنے کی اجازت دی (شام، لبنان، لیبیا اور تیونس میں اپنے دوستوں سے ملاقاتیں کی)۔

1973ء میں مرضِ سرطان کے سبب وفات ہوئی۔[17]

اہم تصانیف

مالک بن نبی کااہم موضوع "تہذیب وثقافت" ہے۔انہوں نے تہذیب وثقافت کوجدید دنیامیں انسانی رویوں پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتے دیکھاتو مختلف پہلوؤں سے اس کا مطالعہ کیا۔ان کی پچیس سے زائد تصانیف ہیں۔ جن میں سے چنداہم مندرجہ ذیل ہیں:

1.Les conditions de la Renaissance (شروط النهضة): یہ کتاب فرانسیسی زبان میں لکھی گئی۔اس کتاب میں وہ بیان کرتے ہیں کہ تہذیب اور کلچر انسانی زندگی کی ترقی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

2.The Qur'anic Phenomenon (الظاهرة القرآنية)

3. The Question of Ideas in the Muslim World (مشكلة الأفكار في العالم الإسلامي)

4.(الإسلام والديمقراطية)Islam and Democracy [18]

تہذیب کے بارے میں بن نبی کی فکر

بن نبی کی تمام تصانیف سوشل سائنس، تاریخ، تہذیب اور ثقافت کے موضوع کے متعلق ہیں۔اس لیے بن نبی کوایک سائنسدان کی بجائے ایک ماہر عمرانیات سمجھنازیادہ مناسب ہے۔مالک بن نبی کی فکر میں تہذیبوں کے عمومی مطالعہ کومرکزی موضوع کی حیثیت حاصل رہی۔انہوں نے انسانی حالات کے کسی بھی مطالعہ کے لیے تہذیب کواصل الاصول کی نظر سے دیکھا۔تہذیب کے بارے میں بن نبی پر جہاں ابن خلدون اور ٹائن بی کے نظریات کا عکس جھلکتا ہے[19] وہاں پر ان کی سائنسی اور انجینئرنگ کی تعلیم کے اثرات بھی نمایاں ہیں [20] اس لیے اس نے تہذیب کے بارے میں جو فکر پیش کی اس میں ندرت پائی جاتی ہے۔

مالک بن نبی کے لیے تہذیبوں کا مطالعہ اور اس کی نظریاتی تشکیل کے سلسلے میں مسلم تہذیب نقطہ آغاز تھی۔اور ان کی فکر مسلم تہذیب کی صورتِ حال اور اس کے مسائل کا حل فراہم کرنے کی ایک کاوش تھی۔بہت سی تحریکوں اور مفکروں نے مسلمانوں کی موجودہ پسماندگی کی صورت حال کا حل معاشیات، سیاسیات اور سائنس میں پیچھے رہ جانے وغیرہ میں تلاش کرنے کی کوشش کی جبکہ مالک بن نبی نے ان تصورات کے کردار پر زور دیا، جو تہذیب کی پرورش میں سب سے زیادہ عمل انگیز ہوتے ہیں۔[21] بن نبی کے مطابق تہذیب ایک زندہ وجاوید محرک فکر کا نتیجہ ہوتی ہے، جوما قبل تہذیبی معاشرے کو متحرک کرتی ہے، تاکہ وہ تاریخی دائرے میں داخل ہوکر اپنی صنف اولی یعنی Archetype کے مطابق نظام فکر کو وضع کرے، اس کے نتیجے میں ایک ایسا معاشرہ وجود میں آتا ہے جو اس معاشرے کو دیگر معاشروں اور تہذیبوں سے ممتاز کرتا ہے[22]۔ان کے بقول "تمام انسانوں کا مسئلہ اپنی بنیاد میں ان کی تہذیب کا مسئلہ ہے۔اور کسی بھی معاشرے کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے مسائل کا تدارک اور حل دریافت کرپائے جب تک کہ وہ اپنے خیالات واستعداد میں عظیم انسانی مسائل کی سمجھ کا ترفع پیدا نہ کرے اور گہرائی سے اس بات میں غور نہ کرلے کہ وہ کون سے محرکات ہیں جو ایک تہذیب کی تعمیر و تخریب میں کارفرما ہوتے ہیں"۔[23]

مالک بن نبی کا نظریہ تہذیب

مالک بن نبی نے مختلف نقطہ نظر کے حوالے سے تہذیب کی کئی تعریفات کی ہیں جو کثیر الجہت ہیں ان میں سے بعض اہم تعریفات درج ذیل ہیں:

1۔ تہذیب اخلاقی احوال ومادی حالات کی جامع ہے جوایک معاشرے کواس قابل بناتی ہے کہ وہ اپنے تمام افراد کووہ سارے معاشرتی فوائد مہیا کرے جوان کی نشو نمااور ترقی کے ضامن ہیں۔[24]

درج بالا تعریف میں بن نبی نے دوسرے ماہرینِ بشریات کی طرح صرف انسان کے مادی حالات ہی پر زور نہیں دیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ انسان کے اخلاقی اور روحانی احوال کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔

2۔ تہذیب ایک خاص مقصد کے تحت ایک منفرد عمل سرانجام دینے کی اہلیت کا نام ہے۔[25] تہذیب ایک ذاتی قوت ہے جو انفرادی ومعاشرتی سیاق وسباق کے دائرے میں بنیادی خصوصیات کو بہتر بناتی ہے۔مالک بن نبی کے نزدیک تہذیب ایک اصول سے وابستہ ہو کر انسان کے انفرادی واجتماعی مراتب میں اسے مفید بنانے اور بناتے رہنے کی قوت واستعداد کا نام ہے۔[26]

3۔ تہذیب ایک متحرک تصور کو جینے کا نتیجہ ہے جوایک غیر تہذیب یافتہ معاشرے کوتاریخ میں اپنامقام بنانے کی کمک فراہم کرتی ہے اور اپنے مثالی نمونوں کے مطابق ایک نظام تصورات کی تشکیل کرتی ہے، جس کے نتیجے میں وہ معاشرہ ایک مستند ثقافتی ماحول کو پروان چڑھاتا ہے، جواس معاشرے کو دوسری ثقافتوں اور تہذیبوں سے ممیز کرتا ہے۔[27]

بن نبی فرد پر معاشرے کو ترجیح دیتا ہے۔ کیونکہ معاشرہ ہی فرد کو وہ مواقع فراہم کرتا ہے۔ جس سے مستفید ہو کر ایک فرد بطور ایک تہذیبی قوت کے تاریخ میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ معاشرہ ہی نشو ونما کے اس ماحول کو تشکیل دیتا ہے، جس کی مدد سے ایک فرد اپنی ذمہ داریاں اپنے نصب العین کی روشنی میں ادا کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ بن نبی کے خیال میں اخلاقی اور مادی محرکات ایک طرف تو معاشرے میں توازن اور نشاط وراحت پیدا کرنے کے لیے اہم ہیں اور دوسری طرف معاشرے کے افراد میں ہم آہنگی اوراتحاد قائم رکھنے کے لیے ناگزیر ہیں۔ان کے نزدیک اگر تہذیب دونوں طرح کی معاونت فراہم نہیں کرتی خصوصا اخلاقی تو وہ ایک تہذیبی ماحول جنم دینے کے قابل نہیں رہتی۔[28]

4۔ تہذیب سے مراد یہ ہے کہ انسان ایک اجتماعیت کی صورت میں جینا سیکھیں اور انسانی زندگی منظم بنانے کے لیے معاشرتی تعلقات کے نیٹ ورک کی بنیادی ضرورت کو بھی محسوس کریں تاکہ اپنی تاریخی ذمہ داری سرانجام دے سکیں۔[29]

تہذیب چونکہ ایک معاشرتی واقعہ ہے لہٰذا اس کا تجزیہ کرنے کے لیے اور اس کے پیچھے کارفرماعوامل جاننے کے لیے بہت سی علمی روایات کا سہارا لیناپڑتا ہے۔اور بن نبی تہذیب کی اس کثیر الجہتی سے بخوبی واقف تھے۔اس لیے انہوں نے تہذیب کو جانچنے کے لیے مختلف زاویوں سے نظر کی اور مختلف علوم سے مدد لی تاکہ وہ تہذیب کا ایک کل کی صورت میں ادراک کر سکیں۔ بن نبی نے صرف تاریخی واقعات ہی پر انحصار نہیں کیا بلکہ نفسیاتی تجزیہ پر بھی زور دیا جو کہ علم نفسیات وعمرانیات مہیا کرتے ہیں۔ بن نبی نے ان دو علوم پر خاص توجہ دی کیونکہ نفسیات بتاتی ہے کہ انسان کیا ہے اور عمرانیات ہمیں معاشرے اوراس سے متعلق امور کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہے اور یہی تہذیب کے دو بنیادی مراتب یا اجزا ہیں۔ بن نبی نے تاریخ، عمرانیات اور نفسیات کے فراہم شدہ اصول وآلات کو مجتمع کر کے ایک نظامِ تجزیہ دریافت کیا، جس کی روشنی میں تہذیب کا ایک کلی تناظر میں تجزیہ کیا جاسکے۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے الہامی ذریعہ علم یعنی وحی ومذہب پر بھی زور دیا۔ بن نبی کسی بھی انسانی معاشرے میں ایک تہذیبی عمل کے ابلاغ میں چاروں بنیادی عمرانی علوم (نفسیات، عمرانیات، تاریخ اور مابعدالطبعیات) کا انطباق توکرتے ہیں لیکن مذہب کے کردار کو بنیادی حیثیت کا حامل سمجھتے ہیں۔ان کے نزدیک تہذیب کے مطالعہ میں صرف معروضات کی ماہیت پر ہی

غور نہیں کرنا چاہیے بلکہ انہیں ان کے مقاصد میں بھی جاننا چاہیے۔ان چاروں علوم کی ضرورت واہمیت کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ :

"تاریخی عمل کو مختلف نقطہ ہائے نظر سے دیکھنا چاہیے۔ایک فرد کے نقطہ نگاہ سے یہ سب سے بڑھ کر ایک نفسیات ہے جو کہ انسان کا مطالعہ باعتبار تہذیب کے ایک نفسی زمانی محرک ہونے کے کرتا ہے۔بہر حال یہ تہذیب ایک زندگی اور اجتماعی فکر کا مظہر ہے۔اس نقطہ نظر سے تاریخ عمرانیات معاشرے کی نشوونما کی شرائط کا مطالعہ ہے جو اپنے اخلاقی وسیاسی محرکات سے اتنا واضح نہیں ہوتے جتنا اخلاقی، جمالیاتی اور تکنیکی میلانات کے مرکب سے ہوتے ہیں۔جو ایک تہذیبی عمل سے مطابقت رکھتے ہیں۔دوسری جانب یہ معاشرتی گروہ کسی تنہائی میں واقع نہیں ہوتا اور اس کا ارتقا انسانی اجتماع کے ساتھ کچھ روابط سے مشروط ہوتا ہے۔اس زاویہ سے تاریخ ایک مابعدالطبعیات ہے۔چونکہ اس کا تناظر تاریخی موجبیت سے ماورا پھیلا ہوا ہے چنانچہ واقعات کو ان کے مفہوم ومراد سمیت قبول کرتی ہے"[30]

تہذیب کے اجزائے ترکیبی Equation of Civilization

تہذیب کی تعریف کا تعین کرنے کا بعد مالک بن نبی تہذیب کے خدوخال کی تفصیل واضح کرتے ہیں۔بن نبی نے تہذیب کے عناصر پر کام کرتے ہوئے تہذیب کی مساوات تشکیل دی۔یہ مساوات یوں ہے :

Man (Insan) + Soil (Turab) + Time (Waqt) = Civilization (Hadharah)

تہذیب=آدمی+زمین+وقت[31]

دوسرے لفظوں میں تہذیب انسان، مادہ اور زمانے کا مجموعہ ہے۔یہ قاعدہ تہذیب کی مساوات کو ظاہر کرتا ہے جو اپنے اجزاوعناصر کی ساخت متعین کرتی ہے۔گویا کسی بھی تہذیب کا تجزیہ تین بنیادی مسائل کے تجزئے سے کیا جاسکتا ہے۔یعنی آدمی، زمین اور وقت۔چنانچہ تہذیب کا مسئلہ اس کے ثمرات کو جمع کرنے یا ان کا تخمینہ لگانے سے حل نہیں ہوتا بلکہ ان تین بنیادی مسائل کے حل میں پنہاں ہوتا ہے[32]۔

اس مساوات میں تراب سے مراد مادی وسائل بھی ہیں اور پوری کائنات جو انسان کے لیے تخلیق کی گئی ہے اور تمام تر خام مال بھی اس میں شامل ہے، وقت اس مساوات میں اس زمانے کو ظاہر کرتا ہے جس میں ایک تہذیب نشونما کے مراحل طے کرتی ہے، اور انسان جو تہذیب کا سب سے بڑا جز ہے، جس کی حرکیات پر تہذیب کا دارومدار ہے اس مساوات میں سب سے ضروری عنصر ہے، بایں ہمہ مالک بن نبی کے نزدیک مسلم تہذیب کو درپیش سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ وہ تراب اور خام مال کے اجزاء کو اپنی تخلیق کی صلاحیتوں کے ساتھ استعمال کر کے تاریخ میں اپنا مطلوبہ ہدف حاصل کرے، بن نبی کے نقطہ نظر کے مطابق انسان، خام مال، اور وقت تہذیب کی صورت گری کے لیے کافی نہیں ہے، جب تک اس تہذیب کا نظریہ حیات معلوم نہ ہو۔کیونکہ نظریہ حیات ہی اس تہذیب میں حقیقت مطلقہ کے تصور کی صورت گری کرتا ہے اور اسی تصور سے دیگر مابعدالطبیعاتی (Metaphysical) سوالات کے جوابات فراہم کرتا ہے۔تاریخی طور پر زیادہ تر تہذیبوں میں مابعدازالطبیعاتی سوالات کے جوابات مذاہب فراہم کرتے رہے ہیں۔جہاں پر مذہبی راہنمائی دستیاب نہ ہو سکی تو اس کی جگہ دیومالائی تصورات لیتے رہے ہیں۔لہذا مالک بن نبی کے نزدیک یہ مساوات اس وقت تک مکمل ہی نہیں ہوتی جب تک مذہب اور روحانی افکار کو اس مساوات میں تہذیب کے عمل انگیز کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔کیونکہ ہر تہذیب مذہبی تصور ہی کے سائے تلے پروان چڑھتی ہے۔[33]جس پر تاریخ گواہ ہے۔اور یہ فارمولا مندرجہ ذیل مساوات کی شکل اختیار کرتا ہے :

انسان+تراب+وقت مذہبی فکر = تہذیب

-سطور زیریں میں مالک بن نبی کی فکر کی روشنی میں ان بنیادی اجزا کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

انسان (تہذیب کا بنیادی عنصر یا آلہ اول)

مالک بن نبی کے مطابق انسان کسی بھی تہذیب کی مرکزی قوت ہے جس کے بغیر بقیہ دو عناصر بے کار ہیں۔ بن نبی کے نزدیک تہذیب کے عروج وزوال کا انحصار انسانی کی ترقی وتنزلی پر ہے۔ان کے نزدیک انسان ہی تہذیب کی مساوت میں معاشرتی یاتہذیبی تبدیلی بروئے کار لا سکتے ہیں۔اللہ نے انسان کو اس کی فطری صورت پر تخلیق کیا ہے۔حالات اور اس کا ماحول اس پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔اور اس کی ترقی و تنزلی کا سبب بنتے ہیں۔جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے معاشرتی وتاریخی محرکات کا نتیجہ ہے۔بن نبی نے انسان اور تہذیب کا ایک جدلیاتی تعلق دکھایا ہے۔وہ کہتے ہیں: "انسان تمام تہذیبوں کی بنیادی شرط ہے اور تہذیب مسلسل انسانی حالت کو متعین کرتی رہتی ہے"[34]۔

بن نبی کے نزدیک انسان ایک معاشرتی وجود ہے اور تاریخی لحاظ سے وہ زمان ومکان سے فطری طور پر اتنی مناسبت نہیں رکھتا جتنی معاشرتی حوالے سے رکھتا ہے۔انسان ایک ایسا مرکب وجود ہے جو تہذیب کا معمار بھی ہے اور اس کی تعمیر بھی[35]۔مالک بن نبی نے ان اصلاحی تحریکوں پر تنقید کی ہے جو انسان کے حالات وماحول کو تبدیل کرنے کی فکر میں تو لگی رہتی ہیں لیکن انسانی احوال کی تبدیلی کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔[36]وہ قرآن کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ لَايُغَيِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْامَابِاَنْفُسِهِمْ [37]

مالک بن نبی نے انسانوں کی دو اقسام بیان کی ہیں۔

مکمل انسان اور کسری انسان

تہذیب اپنا تہذیبی عمل مکمل انسان سے شروع کرتی ہے اور اس کا زوال کسری انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ :"تاریخ کامل انسان سے آغاز کرتی ہے جو مسلسل اپنی محنت اور آدرش وضروریات میں مطابقت پیدا کرتا رہتا ہے۔اور معاشرے میں اپنے دوہرے مقاصد یعنی فاعل وشاہد کی تکمیل کرتا ہے" [38]۔اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ "تاریخ کسری انسان کے ساتھ اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔وہ جو کششِ ثقل کے مرکز و محور سے محروم ہو۔ایسا فرد جو ایک گرے ہوئے معاشرے میں جی رہا ہو جو نہ تو اسے اخلاقی معنٰی میں کوئی وجودی نشو نما فراہم کر سکے اور نہ ہی مادی اعتبار سے اس کی وجودی ترقی کے لیے مفید بن سکے۔"[39]

انسانوں کی یہ دو قسمیں تہذیب کے دو ادوار کے مشابہ ہیں جس طرح مکمل انسان تہذیبی عمل کا بدیع ہوتا ہے۔اسی طرح کسری آدمی تہذیب کے زوال کا شاہد ہوتا ہے۔جہاں وہ کسی بھی تہذیبی عمل کی ذمہ داری اٹھانے سے قاصر ہوتا ہے۔وہ کسی بھی معاشرتی تحریک میں شریک ہونے کا کوئی عزم نہیں رکھتا۔بن نبی نے ان دو اقسام کا فرق خام انسان اور تربیت یافتہ انسان کے استعاروں سے بھی واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔خام آدمی فطرت کی پیداوار ہے۔ایک ابتدائی اور غیر مہذب مرحلے میں اور سدھایا ہوا انسان وہ ہے جسے معاشرے نے تیار کیا ہے۔یہ معاشرے کا کام ہے کہ وہ فرد کی صورت گری کرے۔اپنے مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی سمت بندی کرے۔خام حالت میں انسان فطری استعداد سے واقف ہوتا ہے جبکہ تیار شدہ حالت میں وہ معاشرتی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔بن نبی کا کہنا ہے کہ "ہم اس حقیقت پر پہلے ہی زور دے چکے ہیں کہ انسانی معاشرہ محض افراد کا اجتماع نہیں ہے۔زیادہ صحیح لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشرے کی بنیادی اکائی فرد خام نہیں

بلکہ تربیت یافتہ انسان ہے۔" [40]

بن نبی کے مطابق، ہماری اہم ضرورت چیزوں کے دائرہ کار سے زیادہ لوگوں کے دائرہ کار میں ہے... ہماری بنیادی ضرورت نیاانسان ہے... **مہذب انسان** ... تاکہ وہ تہذیب ایک بار پھر واپس آئے جسے ہم نے ایک طویل عرصہ تک چھوڑے رکھاہے. ہر انسان کو اس میں کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔[41]

تراب

بن نبی کی تہذیب کی مساوات میں دوسرااہم عنصر "تراب" ہے۔اسلامی نقطہ نظر سے "تراب" کی تشریح زمین، دنیایاکائنات کے ذریعہ سے کی جاسکتی ہے، جس سے اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیااور زمین میں خلافت سے سرفراز کیا، لفظ مٹی کا مطلب ہے تمام خام مال، چونکہ زمین انسان کی خوراک اور غذا کا بنیادی ذریعہ ہے. اس میں سماجی اور سیاسی معنی بھی ہے، جو ملکیت کا حامل ہے، لہذااس تراب کو ایسے طریقے سے استعمال کرناضروری ہے جوانسان اور تہذیب کی ترقی کاذریعہ بنے۔[42]

وقت

وقت تہذیب کاانتہائی ناگزیر عنصر ہے، کیونکہ ہر تہذیب کسی خاص مدت میں بڑھتی ہے اور جو قوم بھی وقت کے ساتھ انصاف کرتی ہے تواس کی تہذیب ترقی کے زینے چڑھتی ہے۔بن نبی کے مطابق ہمیں وقت کااستعمال صرف ایک کام سرانجام دینے کے لئے نہیں کرناچاہئے، بلکہ ترقی کی رفتار کو بڑھانے کے لئے ہمیں کم از کم ممکنہ وقت میں کام کرناچاہئے۔وقت کو زیادہ سے زیادہ منظم اور منصوبہ بندی سے، تراب اور انسان کاساتھ مل جائے تو تاریخ کے دامن میں ایک تہذیب یافتہ قوم کااضافہ ہو جاتاہے۔

تہذیب میں مذہبی فکر کا کردار

مالک بن نبی کے نزدیک گو کہ مذہب مساواتِ تہذیب کا بنیادی عنصر نہیں لیکن عناصرِ تہذیب کے لیے عمل انگیز اور سببِ تحریک کی حیثیت رکھتاہے۔مذہب ہی وہ ماحول فراہم کرتاہے جس میں تینوں عناصر ایک متحرک نسبت قائم کرکے تہذیب کی صورت گری کرتے ہیں۔تاریخ وہ تجربہ گاہ ہے جو آدمی، مادہ اور وقت کو ترکیب دینے کے تجربے کو ثابت کرتی ہے اور تاریخ کی ضابطہ بندی کرنے میں مذہبی تصورات کی بہت اہمیت ہے۔[43] چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ تمام تہذیبوں میں مذہبی جذبات کی جڑیں ہیں:" مسلم تہذیب میں اسلام، مغربی تہذیب میں عیسائیت اور بدھ تمدن میں بدھ مت کی جڑیں ہیں۔تہذیب اور تمدن کی تعمیر میں مذہبی عقیدت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور مذہب تمام تہذیبوں کے لئے ایک لازمی شرط ہے۔مذہب تہذیب کی مساوات میں ایک باہمی گنجائش ہے، جس کے بغیر تین اقدار (عناصر: انسان، مٹی اور وقت) منظم نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ان کی تہذیب کے عمل کی طرف ہدایت کی جاسکتی ہے۔"[44]

تینوں اجزائے تہذیب علیحدگی کی حالت میں سرگرم عمل نہیں ہو سکتے بلکہ ایک متوازن ترکیب کی صورت میں کام کرتے ہیں جس سے مہذب معاشرہ اپنے ارادے اور طاقت کا حامل بنتاہے۔بن نبی کے نقطہ نظر کے مطابق مذہب کی افادیت کا تعلق محض اس کے جوہر اور الہام ماخذ سے نہیں ہے بلکہ بنیادی طور پر اس کے اس معاشرتی کردار میں ہے جو وہ بطور ایک عمل انگیز کے انسانی قوتوں اور استعداد کو بروئے کار لانے میں ادا کرتاہے۔[45]

مذہب ایک روحانی رابطے کا نیٹ ورک تشکیل دیتا ہے۔ جو معاشرے کے نفوس کا خدا پر ایمان سے تعلق جوڑتا ہے۔ اور معاشرے کے افراد کو تعلقات کے افقی نیٹ ورک کے تحت قریب لاتا ہے۔ تمام تہذیبیں بغیر کسی استثنا کے مذہبی تصورات ہی کے زیر سایہ پروان چڑھتی ہیں۔ بن نبی کے نقطہ نظر کے مطابق مذہب اپنا تہذیبی عمل جاری نہیں کر سکتا بطورِ عمل انگیزی کے جب تک کہ وہ ایک ایسے تہذیبی عمل کی شروعات نہیں کرتا جو آدمی، مادے اور وقت کو ایک ہی مقصد میں کھپا نہ دے۔[46]

مالک بن نبی اور مغربی تہذیب

بن نبی نے مغربی تہذیب کے بارے میں ان مسلم مفکرین پر تنقید کی ہے جو یا تو مغربی تہذیب کو ایک مقدس شے گردانتے ہیں، یا ایک ناپاک اور الحادی تہذیب سمجھتے ہیں، بن نبی ان دونوں نقطہ ہائے نظر سے منفرد فکر اختیار کرتے ہیں۔ بن نبی یورپی اقوام کو مجددین کی صورت میں دیکھنے کی بجائے استعماری حیثیت سے دیکھتے ہیں، ان کے نزدیک یورپی یہاں جدت پھیلانے نہیں آئے تھے بلکہ وہ مستعمر اقوام کو یورپی مارکیٹ اور معیشت کا غلام بنانا چاہتے تھے، اس طرح بن نبی ان کی فکر کو مسترد کرتے ہیں، ان کے خیال میں کسی تہذیب سے کچھ اخذ کرنا مغربی ماڈل کی اندھی تقلید نہیں کہلاتی، اور نہ ہی اس سے مراد مسلم امت کی مخصوص پہچان، ورثہ اور تاریخ کو قربان کرنا ہے۔[47]

وہ مغربی تہذیب کے عروج اور مسلم تہذیب کے زوال کو ایک عام تاریخی تناظر میں دیکھتے ہیں، اور مسلم تہذیب کے احیائے نو کے بارے میں پر امید ہیں، اور اس کے حصول کے لیے ایک مربوط طریقہ اور وسائل کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بن نبی ماڈرنسٹ یا جدیدیت پسند اور مصلحین دونوں کو ہدف تنقید بناتے ہیں۔ کیونکہ دونوں گروہ اسلامی تہذیب اور مسلمانوں کے مصائب اور مشکلات کے حل کے لیے کوئی لائحہ عمل نہیں رکھتے۔ ماڈرنسٹ جیسا کہ محمد عبدہ اور سر سید مسلمانوں کو مغرب کی اندھی تقلید پر اکساتے ہیں جبکہ عبدالرحمن کواکبی، رشید رضا اور شکیب ارسلان جیسے اصلاح پسند اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں انتہائی مدافعانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔[48]

بن نبی مسلم تہذیب کے مسائل کو حل کرنے کے لیے مصلحین اور متجددین کے برعکس اپنا طریقہ کار پیش کرتے ہیں، جس کو analytical Civilizational Approach یعنی تہذیب کا تجزیاتی نقطہ نظر کہا جا سکتا ہے۔ اور اس مقصد کی خاطر بن نبی اپنی مخصوص اصطلاحات وضع کرتے ہیں، مثلاً مابعد الموحدین، رجل الفطرہ، رجل الخارج الحضرۃ وغیرہ۔ ان اصطلاحات کا مقصد کچھ مخصوص خیالات کا اظہار تھا، لیکن یہ بات مد نظر رہنی چاہیے کہ بن نبی اصطلاحات اور الفاظ یا اسماء کی تشکیل کے طریقے کو ایک فلسفیانہ نظر سے دیکھتے ہیں، جو انسان کے شعور کے دائرہ کار میں واقع ہوتے ہیں۔[49]

اسلامی تہذیب کا چکر

بن نبی کے مطابق ہر تہذیب تین مراحل سے گذرتی ہے،: اول مرحلہ روحانی ہے، دوم مرحلہ عقلی اور سوم مرحلہ جبلی مرحلہ ہوتا ہے، بن نبی کے مطابق تیسرا مرحلہ کسی بھی تہذیب کے زوال کی نشاندہی کرتا ہے، اور پہلا مرحلہ مذہب سے متعلق ہوتا ہے، اور تہذیب کے عروج کی نشاندہی کرتا ہے۔ اسلامی تہذیب بد قسمتی سے زوال کے مرحلے سے گزر رہی ہے۔[50]

بن نبی کے مطابق اسلامی تہذیب کے پہلے مرحلے کا دورانیہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے لے کر جنگ صفین تک کا ہے۔ اس دور میں معاشرے کے اقدار اور ترقی مذہب کی تشکیل کردہ روحانیت کے زیر اثر تھی ۔ اور اسی وقت میں مسلمانوں نے ایک عالمگیر تہذیب کی

بنیاد رکھی۔دوسرے مرحلے پر جس کو وہ عقلی دور سے تعبیر کرتا ہے مسلمان عرب کے ریگزار صحراؤں سے اٹھے اور دنیا کے دوسرے کونے تک پہنچ گئے۔اسی مرحلے پر نئی جگہوں کے تقاضوں اور تحدیات نے مسلمانوں کی تخلیقی صلاحیتوں کو نکھارا اور سائنس اور آرٹس میں ترقی کی بدولت اسلامی تہذیب اپنی ترقی کی معراج پر پہنچ گئی۔ لیکن عقل،انسانی فطرت کو اس انداز میں منظم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی جس طرح روحانی طاقت نے کیا تھا اسی وجہ سے معاشرے کا فرد پر اثر ورسوخ کم ہو گیا۔تیسرے یعنی جبلی مرحلہ پر بد دیانتی اور ایمان کی کمزوری اپنے عروج پر ہوتی ہے۔بن نبی کے مطابق ابن خلدون کے بعد سے مسلمان تہذیب کے تیسرے مرحلے میں یعنی جبلی مرحلہ میں ہیں اس دور انیے کو انہوں نے مابعدالموحدین کا نام بھی دیا ہے، نیز اس مرحلے کے لوگ حالت انحطاط اور زوال میں ہیں،تاہم بن نبی کے خیال میں مسلمان اپنی تاریخ کے چکر کو دہرا سکتے ہیں اس کام کے لیے زوال کے اسباب کا سائنسی مطالعہ کرنا ہوگا۔[51]

Colonizability

بن نبی اپنی فکر تہذیب میں Colonizability یعنی مستعمر بننے کے فطری رجحان کی فکر کے حوالے سے کافی ممتاز ہیں،ان کے مطابق استعماریت مسلمانوں کے باطنی اخلاق کے زوال کا نتیجہ ہے،اور فکر اسلامی میں نئے افکار کی کمی نے اسلامی تہذیب کو Civilizational Bankruptcy(تہذیبی دیوالیہ پن) میں مبتلا کر دیا۔اوراسلامی تہذیب کواپنا کھویا ہوا وقار اور عروج حاصل کرنے کے لیے معاشرے کے فرد کو ذی اختیار کرنا پڑے گا۔اسلامی تہذیب کے استعماریت کے مسائل پر بات کرتے ہوئے جس مسئلے کو وہ سب سے اہم سمجھتے ہیں وہ مستعمر ہونے کی فطری صلاحیت ہے۔ان کا کہنا ہے کہ صرف آزادی حاصل کر لینے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا جب تک کہ "القابلیه للاستعمار" سے نجات حاصل نہ کی جائے،اس لئے وہ تاریخی حقائق اور واقعات پر بات کرتے ہیں کہ جس کی وجہ سے مسلمان ملکوں میں استعماریت کی راہ ہموار ہوئی ان کے نزدیک استعماری نظام باہر کی قوتوں کے آنے سے شروع نہیں ہوا بلکہ مابعدالموحدین مسلمانوں کی وجہ سے آیا کیونکہ فطری طور پر وہ ترقی کا راستہ چھوڑ چکے تھے۔[52]

توازن اور اعتدال

تہذیب کے ضمن میں مالک بن نبی کے نزدیک ایک اور اہم اصطلاح توازنEquilibrium کی ہے۔انسان جو کہ تہذیب کا ایک بہت اہم عنصر ہے اس کی معاشرتی احتیاجات کے ساتھ ساتھ نفسیاتی اور روحانی ضروریات بھی ہیں اور ان دونوں کے درمیان توازن اور میزان ہی ایک تہذیب کی پیدائش، بڑھوتری،اور زوال کا ذمہ دار ہے- جب تک روحانی اور مادی عناصر اور وسائل میں توازن قائم رہے گا تب تک تہذیب پھلتی پھولتی رہے گی لیکن جیسے ہی یہ توازن بگڑے گا تہذیب زوال کا شکار ہو جائے گی اور مرکز تہذیب زمین کے ایسے خطے میں منتقل ہو جائے گا جہاں انسان، تراب اور وقت زیادہ بہتر انداز میں کام کر رہے ہوں گے [53]۔اسلامی تاریخ میں عدل اور توازن کی مثال مدینہ کا معاشرہ تھا جہاں مادی،اخلاقی، روحانی اور عقل ایک بہت متوازن انداز میں قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں وہاں بسنے والے انسانوں کی زندگیوں کی تعمیر کر رہے تھے لیکن یہی توازن جنگ صفین کے بعد بگڑ گیا۔اگرچہ اس کے بعد بھی بہت سے ایسے افراد کی مثالیں ملتی ہیں جنہوں نے ابن الوقتی اور لالچ کی قوتوں کے آگے سر جھکانے سے انکار کیا اور اسلام کی اعلیٰ اخلاقی اقدار کا بے مثال مظاہرہ پیش کیا ان میں عمر بن عبدالعزیز اور مالک بن انس جیسی شخصیات شامل ہیں۔[54]

نئے افکار کی اہمیت

ایک فرد اور معاشرے کی ترقی تین عناصر پر مشتمل ہوتی ہے عالم اشیا، عالم اشخاص اور عالم افکار۔ بن نبی کے مطابق تیسری دنیا کے ملکوں کا مسئلہ اشیا کی کمی نہیں بلکہ افکار کی کمی ہے۔ اسی وجہ سے یہاں کے مفکرین الحضارہ الاشیا کو ترویج دیتے ہیں جس میں مادی چیزوں کے استعمال پر زیادہ زور ہوتا ہے اور مادی اشیا کا استعمال کبھی بھی تہذیب تخلیق نہیں کر سکتا۔ تہذیب اور ثقافت کی تخلیق کے لیے ہمیں عالم اشیا سے نکل کر عالم افکار کی طرف جانا ہوگا۔[55]

حاصل کلام

سطور بالا میں مالک بن نبی کی شخصیت اور افکار کا ایک مختصر ساخاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اسلامی دنیا اس وقت ہمہ پہلو زوال کا شکار ہے اور اس سے نکلنے کے حوالے سے گزشتہ ایک صدی سے مسلسل مختلف لوگ اپنے اپنے انداز سے کوششیں کرتے آرہے ہیں۔ لیکن ان کی زبردست جدوجہد اور قربانیوں کے باوجود احیائی عمل کو خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ اسکی بہت سی وجوہات ہونگی لیکن ایک اہم وجہ مسلمان معاشروں کا اپنے مسائل اور سماج سے مکمل آگہی نہ رکھنا ہے۔ چونکہ ان کا اپنا فہم اس حوالے سے ادھورا ہے تو وہ زوال کے اسباب کا درست تجزیہ کر سکنے کی صلاحیت سے بھی عاری ہیں اور مستقبل کے حوالے سے درست لائحہ عمل کے تعین میں بھی ناکام۔ کیونکہ مستقبل کی راہ کے درست تعین کا تمام تر انحصار حال کے درست، حقیقت پسندانہ اور غیر جذباتی تجزیہ پر ہوتا ہے۔ اس پر مزید المیہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس حوالے سے کچھ کوشش کی اور گراں قدر کام کیا ان کے کام سے بھی پہلو تہی برتی گئی اور کما حقہ استفادہ نہیں کیا جا سکا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مولانا امین احسن اصلاحی نے ایک مرتبہ انتہائی تاسف سے اپنا ایک احساس بیان کیا تھا کہ جو قوم اقبال جیسے شخص سے استفادہ نہیں کر سکی وہاں ہماشما کے کرنے سے کیا ہوگا۔ یہ بات محض ایک وقتی احساس نہیں بلکہ مسلمان معاشروں کے حوالے سے ایک المیے کا بیان ہے۔ جب ہم خود اپنے سماج کی درست تفہیم سے انکار کر دیں اور جن لوگوں نے اس حوالے سے کام کیا اس سے پہلو تہی برتیں تو لازمی امر ہے کہ اس خلا کو پھر دوسرے پر کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ What Went Wrong? (Bernard Lewis) کا بھی ہمیں دوسرے بتاتے ہیں[56] اور ہمارے مستقبل کے خدوخال بھی ہمیں[57] Esposito John L. (Future Of Islam) بتاتے ہیں۔ ہمارے سماج میں پھیلی ہوئی انتہاپسندی کا پتہ ہمیں اولیور رائے[58] (Globalized Islam, 2003) سے چلتا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ ہمارے اسلامی محققین بھی ان کے کام سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف جن مسلمان محققین نے جیسے مالک بن نبی، اس حوالے سے نہایت وقیع کام کیا اس کے بھی بڑے حصے کو فراموش کر دیا گیا۔ آج عوام تو در کنار خواص میں سے بھی کتنے ہیں جو ان گم گشتہ کرداروں کے کام کی علمی اہمیت سے واقف ہیں۔ یہ کیفیت کسی قوم میں زوال کی اس کیفیت کو ظاہر کرتی ہے جب وہ پاتال میں کہیں جا پڑی ہو اور اپنے گر پڑنے کا اسے نہ تو ملال ہو اور نہ ہی اس سے نکلنے کی فکر۔ مالک بن نبی کا کام بلاشبہ اس لائق ہے کہ اس کی روشنی میں نہ صرف ہم اپنے حال کی درست تفہیم کر سکتے ہیں بلکہ اپنے مستقبل کی صورت گری میں بھی مدد لے سکتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1]Abd ar Rahman Muhammed ibn Khaldun, The Muqaddimah, trans., Franz Rosenthal, https://asadullahali.files.wordpress.com/2012/10/ibn_khaldun-al_muqaddimah.pdf

[2]Oswald Spengler, The Decline of the West: Form and Actuality 2 vol. (New York: A. A. [2]Knopf, 1926-1928)

Max Weber, The Sociology of Religion (Boston: Beacon Press, Trans. Ephraim Fischoff, 1968)

[4]Emile Durkheim and Marcel Mauss, "Notes on the Notion of Civilization," Social Research 38 (1971)

[5]Arnold Toynbee, A Study of History (London: Oxford University Press, 12 vols., 1934-1961)

[6]Pitrim Sorokin, Social and Cultural Dynamics (New York: American Book Co., 4 vols., 1973-1985)

[7]A. L. Kroeber, Configuration of Culture Growth (Berkeley: University of California Press, 1944); Style and Civilizations (Westport: CT: Greenwood Press, 1973)

[8]Fernard Barudel, History of Civilizations (New York: Allen Lane – Penguin Press, 1994); On History (Chicago: University of Chicago Press, 1980)

[9]Francis Fukuyama, The End of the History and the Last Man (New York: Free Press, 1992)

[10] Samuel Huntington, The Clash of Civilization and the Remaking of the New World Order (New York: Penguin Books,

[11] Philip Bagby, Culture and History: Prolegomena to the Comparative Study of Civilizations (London: Longmans Greens, 1958)

[12] Muhammad Iqbal, The Religious Reconstruction of Islamic Thought, Edited and Annotated by M. Saeed Sheikh (Lahore: 1996)

[13] Fazlur Rahman, Islamic Methodology in History (Islamabad: Central institute of Islamic Research, 1956)

[14]ابوالحسن علی ندوی، **مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغرب کی کشمکش** (لکھنو: مضلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلما،)؛ ابوالحسن علی ندوی، **تاریخ دعوت وعزیمت** (لکھنو: مضلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلما، 2006)

[15] Muhammad Asad, Islam at the Crossroads (Gibralter: Darul Andalus, n.d.) Muhammad-asad.com/islam-at-crossroads.pdf

[16]Alwi al-Atas, "Malek Bennabi on Civilization," http://hoggar.org/2010/04/28/malik-bennabi-on-civilization-alwi-alatas/

[17]Ibid.

[18]Ibid.

[19]Fawzia Bariun, "Malik Bennabi and the Intellectual problems of Muslim Ummah," The American Journal of Islamic and Social Sciences 9/3 (1992): 325-337.

[20]Badrane Benlahcene, "Malek Bennabi's Concept and Interdisciplinary Approach to Civilisation," Int.J. Arab Culture, Management and Sustainable Development 2, No. 1 (2011): 55-77.

[21]Ibid., 56.

[22]مالک بن نبی،**شروط النهضة** (بیروت: دارالفکر،1981)،ص 19۔

[23]Ibid.

[24]مالک بن نبی،**مشکلات الافکار فی العالم الاسلامی** (قاہرہ: مکتبہ عمار،1971)،ص56۔

[25]Ibid

[26]مالک بن نبی،**تعاملات** (دمشق: دارالفکر،1986)،ص 116۔

[27]مالک بن نبی،**مشکلات الافکار فی العالم الاسلامی،ص** 25

[28]مالک بن نبی،**القضایاکبریٰ،ص** 43۔

[29]مالک بن نبی،**میلادمجتمع: شبقات العلقات الاجتماعیه** (دمشق: دارالفکر،1975)،ص 56۔

[30]مالک بن نبی،**شروط النهضة،ص** 61؛

Malek Bennabi, On the Origins of Human Society, trans., Mohamed T. Meswai (Kuala Lumpur: The Open House Press, 1998), 9-10.

[31]مالک بن نبی،**شروط النهضة،ص** 61

[32]مالک بن نبی،**شروط النهضة،ص** 61

[33]مالک بن نبی،**شروط النهضة**،45-46۔

[34]مالک بن نبی،**تعاملات**،21-22۔مالک بن نبی،**القضایاکبریٰ**،

[35]Badrane Benlahcene, "Malek Bennabi's Concept and Interdisciplinary Approach to Civilisation," 64-65.

[36]Ibid., 65

[37]الرعد11:13

[38]Malek Bennabi, Islam in History and Society, trans., Asma Rashid (Islamabad: Islamic Research Institute 1988), 10; Badrane Benlahcene, "Malek Bennabi's Concept and Interdisciplinary Approach to Civilisation," 64-65.

[39]Ibid.

[40]مالک بن نبی،**شروط النهضة،ص** 61

[41]مالک بن نبی،**مشکلات الثقافة**،(دمشق: ندوۃ المالک،1979)،100

[42]Basit Bilal Koshal, "Islam and Post-Modern Possibilities," The Quranic Horizons 5:4, 54.

[43]Badrane Benlahcene, "Malek Bennabi's Concept and Interdisciplinary Approach to Civilisation," 68.

[44]Ibid., 69.

[45]Badrane Benlahcene, "Malek Bennabi's Concept and Interdisciplinary Approach to Civilisation," 68-69;

[46]Ibid.

[47]Basit Bilal Koshal, "Islam and Post-Modern Possibilities," The Quranic Horizons 5:4 (200): 57.

[48] Fawzia Bariun, "Malik Bennabi and the Intellectual problems of Muslim Ummah,"332-333.

[49]Ibid., 331-333.

[50]Basit Bilal Koshal, "Islam and Post-Modern Possibilities," The Quranic Horizons 5:4 (200): 54-55; Fawzia Bariun, "Malik Bennabi and the Intellectual problems of Muslim Ummah," 327-328.

[51]Fawzia Bariun, "Malik Bennabi and the Intellectual problems of Muslim Ummah," 331-332.

[52]Fawzia Bariun, "Malik Bennabi and the Intellectual problems of Muslim Ummah," 334-335; Basit Bilal Koshal, "Islam and Post-Modern Possibilities," 57.

Malek Bennabi, Islam in History and Society, trans., Asma Rashid (Islamabad: Islamic [53] Research Institute 1988), 10-12; Basit Bilal Koshal, "Islam and Post-Modern Possibilities," 54-55.

[54]Ibid.

Fawzia Bariun, "Malik Bennabi and the Intellectual Problems of Muslim Ummah," 330. [55]

[56]Bernard Lewis, What Went Wrong: The Clash between Islam and Modernity in the Middle East (New York: harper Collins, 2002)

[57]John L. Esposito, The Future of Islam (New York: Oxford University Press, 2013)

[58]Olivier Roy, Globalized Islam: the Search for New Ummah (New York: Columbia University Press, 2006)